قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں ...

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر اور کاروباری امور متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر۔ غلام نبی ٭ اسسٹنٹ۔ ظہور محمد خان

نمبر ۷	مورخہ ۲۵ جولائی سنہ ۱۹۲۱ء	دو شنبہ	مطابق ۱۸ ذوالقعدہ سنہ ۱۳۳۹ھ	جلد ۹

مدینۃ المسیح

ایام زیر رپورٹ میں روزانہ تھوڑی تھوڑی بارش ہوئی۔ روزانہ درس حسب معمول جاری ہیں ؛

ایک گذشتہ پرچہ میں نقب زنیوں کی سراغ رسانی کا جو ذکر کیا گیا تھا۔ اس کے متعلق سید علی حسین صاحب سب انسپکڑ شلخوان سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس ضلع گورداسپور اور ملک مہدی علی صاحب انسپکٹر ایکسائز کی کوششیں قابل تعریف ہیں۔ جنہوں نے بڑی عمدگی سے ان کو برآمد کیا ہے ؛

> **حضرت خلیفۃ المسیح کا پتہ**
>
> "حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ معرفت پوسٹماسٹر صاحب سری نگر کشمیر"

حضرت خلیفۃ المسیح کشمیر میں

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب "الفضل"

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ چند روز کی ڈائری ارسال خدمت ہے :-

حضرت اقدس کو پہلے قریباً دس بارہ روز تک کچھ بخار ہو جاتا رہا۔ مگر اب ایک ہفتہ سے بفضلہ تعالیٰ طبیعت بالکل ٹھیک ہے۔ حضور مختلف مقامات مثلاً چشمہ شاہی نشاط باغ اور شالامار باغ کی سیر کو تشریف لیگئے۔ اب دن بدن صحت میں نمایاں فرق معلوم ہوتا ہے۔ مولوی عبد اللہ صاحب وکیل حضور سے کئی دفعہ ملنے کے لئے گئے۔ پہلے دو روز تو بابا ازم اور بہا ازم پر گفتگو کرتے رہے اور پھر حقیقۃ النبوۃ اور معیار نبوت پر گفتگو ہوتی رہی

شہر میں جناب مولانا حافظ روشن علی صاحب کا درس باقاعدہ ہر روز بعد نماز مغرب ہوتا ہے۔ مخالفت جو بہت تیز ہو گئی تھی۔ اب دھیمی پڑ گئی ہے۔ بیس بائیس کے قریب دوسرے لوگ بھی آتے ہیں درس کے بعد سوالات ہوتے ہیں۔ جن کے جواب جناب حافظ صاحب بڑی وضاحت سے دیتے ہیں اس طرح اکثر دفعہ گیارہ بجے اور اس سے بھی زیادہ دیر تک سلسلہ سوالات شروع رہتا ہے اب بہت مشکل اور محنت کے بعد ایک مکان شہر میں پچاس روپے کرایہ پر مل گیا ہے۔ حضور کی ملاقات کے لئے جماعت آسنور دشوپیاں و دیگر اردگرد کے علاقوں کے احمدی برادران حاضر ہوتے رہتے ہیں۔

خاکسار سید محمود اللہ شاہ۔

نامۂ نیّر

مغربی افریقہ میں تبلیغ احمدیت

دس ہزار نو احمدی

(نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر از لیگوس نائجیریا ۱۰ جون ۱۹۲۱ء)

میں صحتیاب ہوگیا

برادران کرام! میں کمزور ہوں بمختصر نویسی معاف فرمادیں۔ رمضان المبارک یہاں ۹ مئی کو شروع ہوا۔ میں نے باوجود ضعف نمونہ دکھانے اور اللہ سے سیع کرنے کے لئے روزے رکھے۔ اور ہفتہ میں تین دفعہ کھلی ہوا میں ہزاروں کے مجمع کو تبلیغ کرنے کا سلسلہ جاری کیا۔ مصلحت ربی نے مجھے آخری عشرہ رمضان میں افریقن بخار کے ذریعہ صاحب فراش کرکے آرام دہ پاکمرہ تو دیا۔ اور کمرے میں بند کرکے ایک قسم کا معتکف بنا دیا۔ میں بہت سخت بیمار اور جان بلب ہوگیا۔ جماعت کے نوجوان زار زار روتے اور ڈاکٹر پر ڈاکٹر بلاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی زاری اور میری عاجزی و ناتوانی و مسیح موعود کے پاک مشن کی عزت ملحوظ رکھ کر سات بارہ روز صاحب فراش رہنے کے بعد مجھے شفا بخشی۔ اور اب پھر کام میں ترقی سے مصروف ہوں۔ الحمد للہ۔

میری وصیت

دوران علالت میں جہاں میں نے اپنے تئیں اپنے مولا کے حضور حاضری کے لئے تیار اور فرض منصبی کی ادائگی کے بعد دربار میں جانے کی عزت خوشی سے قبول کرنے کا احساس قلب میں پایا۔ وہاں میری زبان پر بہ تقاضائے بشریت مفصلہ ذیل پنجابی اشعار جاری ہوئے۔ اور یہ میری خواہشات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ میرے دوست اور جماعت اس غریب کی خواہشات کو نوٹ کرلیں۔ اور میرا سردار میرا پیارا آقا خلیفہ برحق تو اس سے واقف ہی ہے۔ اور وہ اشعار یہ تھے ؎

اللہ بیلی ساڈے کوچ کیتے تخت دناں اہل سہیلیو
میری جگہ اُٹھے کسی پیارڑی دا جھنڈا اہل سہیلیو

یعنی خدا حافظ خوش رہو احباب ہم سفر کرتے ہیں۔ ہاں میری سہیلیاں کامۂ تبلیغ میں مصروف رہیں۔ اور میری جگہ مغربی افریقہ میں کسی مبلغ کا تعین ضرور کیا جائے۔

پھر بشریت نے مجھے یہ کہنے پر بھی مجبور کیا ؎

عائشہ پیاری نوں میں نہ کرن دینا جیوڑا لااوں اہل سہیلیو

یعنی یہ کہ میری بیوی کو غمگین نہ ہونے دیں۔ اس کی طبیعت لگانے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ غیب کے جاننے والا ہے۔ مگر ان ممالک میں جہاں آب و ہوا۔ خوراک۔ مچھر۔ کیڑوں۔ بد طبع دشمنوں سے مقابلہ ہے۔ یہ ناممکن نہیں کہ اچانک اللہ تعالیٰ سے وصال کا موقعہ آجائے۔ اور ہندوستان میں مہینوں کے بعد خبر ہو۔ اسلئے میں نے مناسب سمجھا کہ اس دل کی حالت کو حوالۂ قلم کردوں۔

دس ہزار احمدی

خدا مسیح موعود کا خدا کیسا پاک اور قادر ہے۔ اس نے رمضان کے بعد مجھے واقعی عید دکھا دی۔ بیماری کے دس روز بعد اہل قرآن نام جماعت کے دس ہزار نفوس مرد و زن و بچگان نے احمدیت کے نام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی محمود مطہر کی بیعت نیّر کے ہاتھ پر کی۔ اس جماعت کا امام اور ۱۴۰ اکابر کل جماعت کی طرف سے حاضر ہوئے۔ اور یہ اظہار کرکے کہ "آپ کی تقاریر سننے اور اپنے مرحوم امام کی پیشگوئی کا تطابق پاکر کہ ایک سفید آدمی سمندر کی طرف سے مسیح موعود کی خبر لائیگا۔ اور قرآن کی صداقت کا اظہار کریگا" کہا کہ "آپ وہ سفید آدمی ہیں" اور ہم آپ کی بیعت کرکے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس عاجز نے اپنے ہاتھ پر ان سب اکابر سے انکی جماعت کی طرف سے بیعت لی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ نیّر مغرب کا طلوع ہوا۔ مسیح موعود نے سرزمین بلال کو فتح کیا۔ یدخلون فی دین اللہ افواجا کا منظر دیکھنے میں آیا۔ احباب اس جماعت کی استقامت کے لئے دعا فرمادیں۔

نماز عید الفطر

نماز عید الفطر جماعت احمدیہ لیگوس نے کھلے میدان میں آبادی سے باہر ادا کی اور نئے پرانے احمدی سب اظہار حمد باری کے لئے نئی کامیابی پر خوشی کے ساتھ اللہ کے حضور سربسجود ہوئے۔ عید گاہ احمدیہ کے دروازہ پر انگریزی حروف میں "Ahmadia movement in Islam" لکھا ہوا تھا۔ عورتیں پہلی مرتبہ لیگوس میں نماز کے لئے باہر آئیں۔ فوٹوگرافر۔ یورپین۔ مرد و عورتیں عید کا نظارہ دیکھنے اور انگریزی میں خطبہ Sermon سننے کے لئے آئے۔ دو درجن جھنڈے نصف درجن موٹر گاڑیاں کشا زرق برق کا لباس اپنی شان کے ساتھ اس عید کی خصوصیت کو نمایاں کرتا تھا۔ اس جلوس کے ساتھ چاندی کا عصائے امارت ایک شخص بلند کئے اس ادنیٰ خادم مسیح پاک کے سامنے چلتا تھا۔ اور صل علی محمد کے نعرہ ہائے مسرت کے ساتھ جلوس عید گاہ کو اس نظارہ کی قیامگاہ پر آیا۔ میں اس نظر اس عزت اس کامیابی کو دیکھ کر صرف یہی کہتا تھا اور یہی کہتا ہوں۔ اللھم صل علی محمد و علی عبدک المسیح الموعود۔

دعاؤں کا خواستگار

مقدس محمود کا ادنیٰ کفش بردار غلام مگر ہزاروں کا سردار

عبدالرحیم نیّر

تشریح

گذشتہ پرچہ میں منشی ممتاز علی صاحب کے عازم حجاز ہونے کی جو اطلاع شائع کی گئی ہے۔ اسمیں اس بات کی تشریح نہیں تھی کہ وہ بمبئی سے کس طرح روانگی کی نیت کر رہے تھے۔ بات یہ ہے کہ وہ بمبئی سے کراچی پہنچ کر اور وہاں سے پیدل جانے کے لئے تیاری کر رہے تھے۔ کہ خدا تعالیٰ نے ان کے لئے سامان مہیا کر دیا۔ اور وہ بذریعہ جہاز روانہ ہو گئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان - ۲۵ جولائی سنہ ۱۹۲۱ء

خلافت ٹرکی اور زمیندار

مسلمانانِ ہند نے معاملاتِ ٹرکی کو گورنمنٹ برطانیہ سے وجہ ناراضی قرار دیتے ہوئے سلطان ٹرکی کے متعلق کیا کیا نہیں کہا۔ "خلیفۃ المسلمین" اور "امیر المومنین" ان کو قرار دیا۔ ان کے احکام کی اطاعت اپنے لئے "مذہبی فرض" بتائی۔ ان کو اپنی جان و مال کا مالک ٹھہرایا۔ ان کے ملک اور اختیارات میں دست اندازی اسلام میں دست اندازی تھی۔ لیکن اب جبکہ گورنمنٹ برطانیہ مصطفٰے کمال پاشا کی بجائے جو ان کے "خلیفۃ المسلمین سلطان ٹرکی" کے احکام کی نافرمانی کرتے ہوئے علیحدہ ہو چکا ہے سلطان ٹرکی کا ساتھ دے رہی ہے۔ اور سلطان ٹرکی گورنمنٹ برطانیہ کے سلوک کے شکر گذار ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے۔ کہ سلطان ٹرکی کی خلافت غت ربود ہو گئی۔ چنانچہ اخبار زمیندار اپنے ۲۱ جون کے پرچہ میں اخبار انگلشمین کی اس رائے کے متعلق کہ اگر مصطفٰے کمال پاشا کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی تو وہ "خلیفۃ المسلمین" سلطان ٹرکی کی طرفداری میں اور ان کے اغراض و مقاصد کی حمایت میں ہوگی۔ لکھتا ہے:۔

"ہم یہ پوچھتے ہیں کہ موجودہ خلیفۃ المسلمین کو خلیفۃ المسلمین کے سے اختیارات و اقتدارات بھی حاصل ہیں یا نہیں یقیناً نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ تو اتحادیوں کے جنگی جہازوں کی زد میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور بروئے شرع تا زمانہ اسیری انکی خلافت ساقط ہے"۔

گویا اس وقت مسلمان سلطان ٹرکی کو خلیفۃ المسلمین نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کی خلافت کو "بروئے شرع" ساقط قرار دیتے ہیں۔ چلو فیصلہ ہوا۔

سلطان ٹرکی کو خلافت سے جواب دیتے ہوئے زمیندار نے ساتھ ہی "خلافت اسلامیہ" کے منصب کو خالی نہیں رہنے دیا۔ بلکہ اس کو اس طرح پر کر دیا ہے کہ:۔

"ہمیں سلطان المعظم کی ذات سے کچھ مطلب نہیں۔ کیونکہ وہ غیر مسلم طاقتوں کے اسیر ہیں۔ ہمیں تو صرف خلافت اسلامیہ کے قیام اور اماکن مقدسہ کے احترام سے مطلب ہے۔ ان کی بحالی کے لئے جو طاقت سب سے زیادہ کوشاں ہے اور جس کی طرف تمام دنیائے اسلام امید و احترام کی نگاہوں سے دیکھ رہی ہے۔ وہی طاقت ہمارے نزدیک عملاً خلافت اسلامیہ ہے"۔

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اب خلافت کا سہرا سلطان ٹرکی کے سر سے اتار کر "غازی مصطفٰے کمال پاشا" کے سر باندھ دیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو یہ نئی "خلافت اسلامیہ" مبارک ہو۔ لیکن اگر خلافت کا یہ انتقال محض اس وجہ سے ہوا ہے۔ کہ مصطفٰے کمال پاشا کی اس وقت اتحادیوں سے کشیدگی ہے۔ اور یہ فضیلت سلطان ٹرکی کو حاصل نہیں۔ تو خطرہ ہے۔ کہ جب ان کی کشیدگی بھی رفع ہو جائیگی۔ اور اگر رفع نہ ہوگی۔ تو ان کا وہی انجام ہوگا جو سلطان ٹرکی کا ہوا۔ تو اس وقت کسی اور انتخاب کی ضرورت پیش آئیگی۔ اور کسی ایسی طاقت کی جستجو کرنا ہوگی۔ جو عملاً "خلافت اسلامیہ" ہو۔

اس موقعہ پر ہم اپنے اس خدشہ کو بھی صاف کرا لینا چاہتے ہیں کہ اگر "خلافت اسلامیہ" کسی ایسی طاقت کی طرف منتقل کی جا سکتی ہے۔ جو "خلافت اسلامیہ کے قیام اور اماکن مقدسہ کے احترام" اور ان کی بحالی کے لئے زیادہ کوشاں ہو۔ تو کیا اس وقت مسٹر گاندھی کی تحریک کے متعلق تو یہ نہیں کہا جائیگا کہ "یہی طاقت ہمارے نزدیک عملاً خلافت اسلامیہ ہے" کیونکہ مسٹر گاندھی بھی قیام خلافت اور اماکن مقدسہ کی بحالی کو اپنا فرض بتاتے ہیں اور اس کے لئے کوشاں ہونے کے مدعی ہیں اور خود مسلمان بھی ان کے متعلق یہی یقین رکھتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے ان کی پیروی کر رہے ہیں۔

سلطنت ٹرکی نے جنگ میں داخل ہو کر جو پھل پایا وہ ظاہر ہے۔ ملک الگ ہاتھ سے گیا۔ اور خلافت سے علیحدہ جواب مل گیا۔ اب اگر "غازی کمال پاشا" نے زبانی صلح صفائی کرنے کی بجائے بذریعہ جنگ قسمت آزمائی کرنا چاہی۔ تو اس کا نتیجہ بھی کوئی اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ امیر فیصل اور فرانس کی کشیدگی اور جنگ آزمائی کا جو انجام ہوا۔ اسپر کوئی زیادہ عرصہ نہیں گذرا۔ مصطفٰے کمال پاشا کی طاقت اور جمعیت بھی کوئی ایسی نہیں جو ناممکنات کو ممکنات بنا دے۔ اس صورت میں کہاں تک انہیں اتحادیوں کے خلاف طاقت استعمال کرنے کی وجہ سے "خلافت اسلامیہ" کے منصب پر بٹھایا جا سکتا ہے۔ امیر صاحب کابل پہلے ہی عملی طور پر خلافت کے متعلق کچھ کرنے سے الگ ہیں۔ گورنمنٹ برطانیہ سے ان کے دوستانہ تعلقات قائم ہیں۔ جو اور زیادہ استوار ہو رہے ہیں۔ اس لئے لے دیکر مسٹر گاندھی ہی رہ جاتے ہیں۔ جو خلافت کے لئے کوشاں اور سرگرم عمل ہیں۔ اس وقت اسی اصل کے ماتحت جس کے رو سے مصطفٰے کمال پاشا کو "عملاً خلافت اسلامیہ" تفویض کی گئی ہے۔ کیا خلافت ان کے سپرد تو نہ کی جائیگی۔ اگر اس کا جواب نفی میں ہو۔ تو ہم سے زیادہ اس بارے میں کسی کو خوشی نہ ہوگی۔ لیکن اس امر کا کیا جواب ہوگا کہ جو بات مصطفٰے کمال پاشا کو سلطان ٹرکی سے خلافت چھین کر دلا سکتی ہے۔ وہ جب ان کی بجائے مسٹر گاندھی میں پائی جائے۔ تو انکو عملاً خلافت نہیں دلا سکتی۔

بات دراصل یہ ہے کہ خلافت کا شور مچانیوالے نہ تو یہ جانتے ہیں کہ خلافت کسے کہتے ہیں۔ اور نہ خلافت کی کچھ قدر و قیمت ان کے دلوں میں ہے۔ جب جی چاہا کسی کو "خلیفۃ المسلمین" اور کیا سے کیا بنا دیا۔ اور جب جی چاہا رسوا کر کے بٹھا دیا۔ یہ تو سیاسی کھیل کھیلنے کا ایک بہانہ ہے۔

حال ہی میں ہم نے اپنے ایڈریس میں جو وائسرا

کو دیا گیا۔ جب خلافت ٹرکی کا انکار کیا۔ تو دیگر اخبارات کے علاوہ زمیندار نے بھی اسپر بڑا شور مچایا تھا۔ حالانکہ ہمارا انکار اپنے مذہبی اصول کی بنا پر تھا۔ اب ہم پوچھتے ہیں۔ جب اس کے نزدیک سلطان ٹرکی کو خلیفۃ المسلمین کے سے اختیارات و اقتدارات ہی حاصل نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ اور انکی خلافت ساقط ہو چکی ہے۔ تو ہم سے اس خلافت کا اعتراف کرانے کا کیا مطلب؟

خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہم تو اس خلافت کو مانتے ہیں۔ جسے نہ کوئی چھین سکتا ہے۔ اور نہ وہ چھینی جا سکتی ہے۔ اور خلافت حقہ کی یہی علامت ہے۔ مسلمانوں کو اگر اس کا علم نہ ہو تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا واقعہ یاد کر لیں۔ مخالفین نے انکو خلافت سے دست بردار ہونے کے لئے کس قدر مجبور کیا لیکن انھوں نے صاف اعلان کر دیا کہ خلافت کی ردا جو مجھے خدا تعالیٰ نے پہنائی ہے۔ کوئی اسے اتار نہیں سکتا۔ آخر انہوں نے دشمنوں کے ہاتھوں شہید ہونا پسند کیا۔ مگر یہ گوارا نہ کیا کہ انکی خلافت ساقط ہو جائے۔

یہ ہے خلیفہ برحق اور خلافت صادقہ کی شان نہ کہ تمام اختیارات اور اقتدارات سے جواب مل جائے۔ خلافت ساقط ہو جائے۔ اور پھر بھی "خلیفۃ المسلمین" ہونے میں کوئی فرق نہ آئے۔

اسلام میں دانتوں کی صفائی کا حکم

شریعت اسلام چونکہ خدا علیم و خبیر کا مقرر کردہ قانون ہے۔ اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی تدوین خدا تعالےٰ کے دئے ہوئے علم کی بنا پر کی ہے۔ اس لئے اس کے سب اوامر و نواہی پر حکمت اور انسان کے فائدے کے لئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک جس قدر صحیح تحقیقاتیں ہوئی ہیں۔ ان کو اسلام کے احکام کی حکمت اور صداقت ظاہر ہوتی جا رہی ہے۔ ان اسلامی احکام میں سے ایک حکم دانتوں کی صفائی کے متعلق ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کے دئے ہوئے علم کے مطابق ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بتاخیر العشاء و بالسواک عند کل صلوٰۃ (متفق علیہ)

(مشکوٰۃ باب السواک صہ ۴۴)

اگر میری امت پر یہ بھاری نہ ہوتا۔ تو میں حکم دیتا کہ وہ عشاء کی نماز ذرا دیر سے پڑھا کریں اور روزانہ پانچوں نمازوں کے وقت مسواک کیا کریں۔

اس سے ظاہر ہے کہ مسواک کی تاکید شارع اسلام نے کس شدومد سے فرمائی ہے۔ اور اس طرح دانتوں کی صفائی پر کس قدر زور دیا ہے۔ حال میں اخبار وکیل نے "ہمارے خوفناک دانت" کے عنوان سے ایک مضمون شایع کیا ہے۔ جو بتاتا ہے کہ مسواک کے متعلق اسلامی حکم کیسا اہم اور پُر حکمت ہے۔ مسٹر فرینک کولار نے لکھا:۔

"حفظ دندان کی کوئی مکمل کوشش لوگوں کو اپنی یا ماؤں کو اپنے بچوں کے دانت صاف رکھنے کی تعلیم نہیں دیگی۔ یہ سبق پڑھانا بہت مشکل ہے کیونکہ دانتوں کی بیماری عجیب و غریب ہے۔ ممکن ہے۔ کہ ابتدا میں کسی قسم کا درد محسوس نہ ہو اور جب درد ہو یا بیماری کی کوئی علامت نظر آئے۔ تو لوگ عام طور پر اس سے غافل ہو جاتے ہیں۔

پایوریا (دانتوں کی ایک بیماری) جس سے پہلے پہل مسوڑوں کے ارد گرد جبڑوں میں زہر جمع ہو جاتا ہے۔ اور بعد میں ادھر اُدھر پھیل جاتا ہے آہستہ آہستہ تمام دانتوں کو خراب کرنے کا موجب ہوتی ہے۔ اس بیماری سے اور بھی بہت سی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

اگر ہر شخص کو صحت دندان کی شدید ترین ضرورت کا احساس کرا دیا جائے۔ تو قوم کے لاکھوں پونڈ اور بیشمار جانیں بچ جائینگی۔ اور دانتوں کو صاف کرنیوالا برش بیحد مفید ہو سکتا ہے۔ اگر اسے نہ صرف صبح و شام بلکہ کھانا کھانے کے بعد فوراً طور پر استعمال کیا جائے" (وکیل ۱۳ ر جولائی)

یورپین محققین نے دانتوں کی صفائی کی ضرورت کو اب محسوس کیا ہے۔ مگر حیران ہیں کہ کس طرح لوگوں میں برش کو رواج دیں۔ مگر اسلام کے مقدس بانی نے نہ صرف آج سے کئی سو سال پہلے اس ضرورت کو بیان فرما دیا۔ بلکہ اس کو پورا کرنے کا بھی خاص انتظام کر دیا۔ ایک مسلمان اگر یہ نہ بھی جانتا ہو کہ دانتوں کی صفائی کس قدر ضروری ہے۔ تو بھی وہ رسول کریم کے ارشاد پر عمل کرتا ہوا مسواک استعمال کریگا۔ اور اس طرح اس حکم کی اطاعت کر کے اپنے دانتوں کو خطرناک امراض کے حملے سے محفوظ کر لیگا۔

شاہدان بازاری کا فتنہ اور مسٹر گاندھی

جس وقت مسٹر گاندھی نے کانگریس کے ایک کروڑ ممبر بنانے کے لئے فاحشہ عورتوں کو ممبر بننے کی اجازت صرف اس شرط پر دی تھی کہ ان کی عمر ۱۲ سال سے کم نہ ہو۔ اور چار آنہ سالانہ چندہ ادا کریں۔ اسی وقت ہم نے لکھا تھا:۔

"کیا کسی نے اس پہلو پر بھی غور کیا ہے کہ ایسی عورتوں کا ان کی بہو بیٹیوں کے ساتھ خلا ملا اور میل جول کیسی خطرہ کا باعث تو نہیں ہوگا۔ افسوس ہے کہ مسٹر گاندھی نے جنہیں روحانیت کا بڑا دعویٰ ہے۔ صرف تعداد پوری کرنے کی غرض سے طوائفوں کو اپنے ساتھ ملا لینا ضروری سمجھا۔ کیا کسی روحانی انسان کی غیرت گوارا کر سکتی ہے کہ ایسی ذلیل ترین طبقہ مخلوق سے اپنے کام میں کسی قسم کی امداد قبول کرے۔ اور حرام کے مال کو اپنے مقصد کے پورا کرنے کے لئے وصول کرے"

ہم نے جس خطرہ کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اور جو بالکل صاف طور پر نظر آ رہا تھا۔ اس کے متعلق ان لوگوں نے جو اندھا دھند مسٹر گاندھی کی ہر ایک بات پر آمنا و صدقنا کہنے کے لئے تیار رہتے ہیں کوئی نوٹس نہ لیا۔ لیکن اب تھوڑے سے ہی عرصہ میں انہیں نظر آ گیا ہے کہ مسٹر گاندھی نے فاحشہ عورتوں کو ممبری کی اجازت دینے میں کتنی بڑی غلطی کی ہے۔ اور کیسی خطرناک برائیوں کا دروازہ

کھول دیا ہے۔

چنانچہ مسٹر اینڈریو نے اس خرابی کے متعلق پروٹسٹ کرتے ہوئے مثال کے طور پر ایک مقام گولنڈہ (بنگال) کے متعلق لکھا ہے۔

"وہاں کی فاحشہ عورتوں نے عدم تعاون کی حامی ہونے کا ثبوت یہ دیا ہے کہ انہوں نے اس شخص کے پاس جانے سے انکار کر دیا ہے۔ جو عدم تعاون کے مخالف ہے۔ دوسری خبر جو اس سے بھی زیادہ اخلاقی گراوٹ کا ثبوت ہے۔ یہ ہے کہ جب جامیان عدم تعاون نے جلوس نکالا تو کچھ رنڈیاں بھی قومی گیت گاتی ہوئی شامل ہوئیں اس حالت میں ان کے منہ میں سگرٹ تھے"۔

اسی اخبار پرتاپ لکھتا ہے :۔

"اگر گستاخی میں داخل نہ سمجھا جائے۔ تو ہم کہینگے کہ اس خرابی کی بنیاد اسوقت پڑی ہے۔ جب مہاتما گاندھی نے فاحشہ عورتوں کو بھی کانگرس کے ممبر بننے کی اجازت دیدی ہم سمجھتے ہیں اخلاق کے نام ان کو ممبر نہ بنانا چاہیئے"۔

یہ بالکل صحیح ہے۔ کہ اس خرابی کی بنیاد ابھی "مقدس" ہاتھوں نے رکھی۔ جو اس "بدقسمت گروہ" کی طرف بے تابانہ طریق سے بڑھے۔ لیکن جب یہ بنیاد پڑی۔ اسی وقت کیوں نہ اسے اکھیڑ دیا گیا یا اب کیوں زور اور جرأت کے ساتھ اس کے خلاف آواز نہیں اٹھائی جاتی۔ اور کیوں مسٹر گاندھی کے اس ارشاد کی تعمیل نہیں کی جاتی کہ :۔

"ہمیں جو کہ سوراجیہ کی سپرٹ کو نشوونما دے رہے ہیں۔ اپنے اندرونی خیالات کہنے خونی سے کہنے کی دلیری بھی پیدا کرنی چاہیئے"۔

(پرتاپ۔ ۱۸ جولائی)

"زمیندار" نے "شاہدان بازاری کا فتنہ" کے عنوان سے ۱۷ جولائی کے پرچہ میں مضمون لکھتے ہوئے اس فتنہ کو زیادہ خطرناک سمجھا ہے جیسا کہ اس نے مسٹر اینڈریوز کے مندرجہ بالا بیان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :۔

"اگر یہی حال ہے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس سال کانگرس کے اجلاس میں اس طبقے کی عورتیں بھی شریک ہونگی۔ کیونکہ کانگریس کی رکنیت کا حق تو انہیں حاصل ہی ہے۔ ڈیلیگیٹ بننے کیا دیر لگتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ان کی شرکت سے شدید نقصانات کا احتمال ہے شریف و باعصمت اور حیادار ہندوستانی خواتین کے پاس یہ ذلیل عورتیں بیٹھینگی۔ اور کوئی تمیز نہ کر سکے گا۔ کہ شریف خاتون کونسی ہے اور بازاری کونسی۔ یقیناً یہ طبقہ نسواں کی شدید ترین توہین اور بے حرمتی ہے۔ اس کے علاوہ ان کا وجود نوجوان خدام کانگریس کے لئے کس قدر مضر اور مخرب اخلاق ثابت ہوگا اس کا اندازہ آسانی سے کیا جاسکتا ہے"۔

یہ اسی قسم کے خطرات ہیں۔ جن کی طرف ہم بہت پہلے توجہ دلا چکے ہیں۔ چونکہ شاہدان بازاری کے فتنہ کے بانی مسٹر گاندھی ہیں۔ اسلئے جو کچھ ان کی طرف سے ظہور پذیر ہوا یا آئندہ ہوگا۔ اس کی ساری ذمہ داری انہی پر عائد ہوتی ہے۔ کیا وہ اپنی اس غلطی کی اصلاح کرنے کے لئے تیار ہیں ؟

یک نہ شُد دو شُد

ہم نے اختر علی ابن مسٹر ظفر علی کے متعلق اخبار "ذوالفقار" کا جو اقتباس شایع کیا تھا۔ اسپر "وکیل" کو اس کے بیان کردہ ایک واقعہ کی بنا پر روشنی ڈالنے کے لئے لکھا تھا۔ جس کی وہ جرأت نہ کر سکا "ذوالفقار" نے اب مسٹر اختر علی کا دوسرا ساتھی مسٹر گاندھی کا صاحبزادہ بنایا ہے۔ اور وکیل کو مخاطب کرکے لکھا ہے کہ :۔

"اگر ہمعصر میں یہ جرأت نہیں ہے کہ وہ اپنے لکھے کو ثابت کر سکے۔ تو ہم ہمعصر کو اسقدر تقویت اور مدد دے سکتے ہیں کہ نوٹ کا نمبر اور وہ طوائف جس نے وہ نوٹ نکال لیا یا اڑا لیا ظاہر کر سکتے ہیں اگر ہمعصر اس کا خواہشمند ہو"؟

چونکہ اس معاملہ نے اب پہلے بھی اہم صورت پیدا کرلی ہے۔ اور ایڈیٹر صاحب ذوالفقار نے اس کے متعلق اپنی چشمدید شہادت کا ذکر کرتے ہوئے "کافی ثبوت" دینے پر آمادگی بھی ظاہر کی ہے۔ اسلئے ابھی صاف ہو جانا چاہیئے۔

کیا معاصر "وکیل" توجہ کریگا۔ جس کا بیان کردہ واقعہ اس ساری عمارت کی بنیاد ہے۔ خلافت کمیٹی کے غبن شدہ چھ ہزار روپیہ کی سراغ رسانی بھی یہ بڑا کارنامہ ہوگا۔ اگر "وکیل" اپنے بیان کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیگا ؟

زمیندار گورنمنٹ انگریزی کے متعلق کیا چاہتا ہے

ہمارے ایڈریس پر بیہودہ نکتہ چینی کرتے ہوئے زمیندار نے ہمیں طنزاً "گورنمنٹ کا وفادار" کہا۔ اور ہمارے اس بیان پر کہ ہم جس گورنمنٹ کے ماتحت ہیں اس کے ساتھ وفادار رہنے کو اپنا فرض سمجھتے ہیں الیسر رنگ میں پیش کیا کہ عوام میں جنکو آجکل گورنمنٹ برطانیہ کی مخالفت اور عداوت کا سبق پڑھایا جا رہا ہے ہمارے خلاف اشتعال پیدا ہو۔

ہم تو چونکہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کے ارشاد الہی کے ماتحت گورنمنٹ کی اطاعت اور وفاشعاری اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں نہ کہ کسی ڈر یا طمع خیال سے اس کے پابند ہیں۔ اسلئے گورنمنٹ کا وفادار ہونا ہمارے لئے کوئی شرم کی بات نہیں ہے لیکن ذرا "زمیندار" کے حوصلہ اور ہمت کو دیکھئے جو مسٹر گاندھی کی پیروی میں گورنمنٹ برطانیہ کو "شیطانی حکومت" قرار دیتا اور اسکے متعلق لوگوں میں بددلی اور نفرت پھیلانا اپنا فرض سمجھتا ہے اسے جب کبھی گورنمنٹ کی طرف سے چشم نمائی ہوتی ہے تو وہ نہ صرف ذلت آمیز طریق سے معافی مانگتا ہے بلکہ گورنمنٹ کی ہواخواہی کا راگ گانے لگجاتا ہے۔

حال میں پنجاب گورنمنٹ نے زمیندار کے بعض مضامین کو قابل اعتراض قرار دیکر جب تنبیہ کی تو جہاں اس نے یہ اقرار کیا کہ آئندہ اس امر کا خیال رکھا جائیگا" وہاں یہ بھی لکھا کہ ہم تو دل سے چاہتے ہیں کہ "تمام دنیا میں انگریزی انصاف کا سکہ چلے"

اس فقرہ کا صاف مطلب یہ ہے کہ زمیندار گورنمنٹ کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ اسکی خواہش ہے کہ تمام دنیا میں انگریزی حکومت ہو

صداقت مشتبہ نہیں ہو سکتی

مسٹر نواب الدین رام تسری نے ایک مضمون "آئینہ خلافت میں مرزا صاحب کی تصویر" کے عنوان سے اہل حدیث میں چھپوایا ہے۔ آپ اس سے پہلے ہی دو تین مرتبہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے منہ آچکے ہیں۔ جواب دینے کی اسلئے ضرورت نہ سمجھی گئی کہ جو شخص بے اصول بحث و مباحثہ کرے اس سے کوئی شریف انسان عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ سلسلہ سے خارج ہو کر سلسلہ کے اندرونی امور پر بحث نہایت بیہودگی ہے۔ البتہ ان مضامین سے یہ فائدہ ضرور ہوا۔ کہ پیغامیوں والوں نے انہیں اپنے اخبار میں درج کر کے یہ بتا دیا کہ حضرت مسیح موعود کے مخالفین اور وہ دراصل ایک ہی ہیں۔ مضمون زیر تنقید میں مسٹر نواب الدین نے اپنی طرف سے بڑا تیر مارا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سیدنا خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی عبارتوں میں تضاد دکھایا ہے۔ اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ سطحی نظر سے دیکھنے والا انسان ان سے دھوکہ کھا سکتا ہے۔ مگر حق پرستاران حق جو ہر ایک بات کو بنظر امعان دیکھنے کے عادی ہیں اس سے کوئی دھوکہ نہیں کھا سکتے بلکہ وہ تو ان لفظوں میں صداقت کا جلوہ دیکھتے ہیں۔ کیونکہ ان کی آنکھیں بینا ہیں اور کان شنوا۔ مسٹر نواب الدین نے ایک صفحہ تو اسبات پر سیاہ کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے نبی کی اور تعریف کرتے تھے بعد میں اور کرنے لگے۔ یہ امر خفیف مرتبہ نبوت ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ اسمیں قباحت کی کیا بات ہے نبیوں کے سردار محمد مصطفےٰ ادیت علم الاولین والآخرین ارشاد فرمانے والے باوجود اقرأ باسم ربک الذی خلق کی زبردست وحی کے جسمیں پانچ کھلی کھلی پیشگوئیاں ہیں اور باوجود جبریل کے بار بار یقین دلانے کے کہ آپ برحق رسول ہیں اڑہائی سال تک اسبات پر قائم نہ ہوئے کہ میں خلعت نبوت سے سرفراز کیا گیا ہوں۔ تو کیا ہوا اگر آپ کا غلام نبی کی ایک تعریف کی رو سے اپنے آپ کو نبی نہ سمجھے۔ بحالیکہ جو مفہوم نبوت ہے اسکی رو سے ابتدا سے لیکر دم الوداع تک تم تھی ... میں فرق نہیں آیا یعنی حضور علیہ السلام نبوۃ سنہ ۱۹۰۱ء سے

پہلے بھی یہی فرماتے تھے میں کثرت مکالمہ مخاطبہ الہیہ سے مشرف ہوں اور بعد میں بھی یہی فرماتے رہے۔ پہلے اس کا نام محدثیت رکھتے تھے بعد میں باعلام الہی نبوت رکھنے لگے مامور تابع حکم الہی ہے۔ بوجہ بےنفسی اسبات کا حریص نہیں ہوتا کہ خواہ مخواہ اپنے آپ کو بڑا بنائے ایک نیک دل انسان کیلئے تو یہی واقعہ حجت قویہ ہے اس امر پر۔ کہ آپ کو مفتری و کذاب کہنے والے انہی لوگوں کے بھائی ہیں۔ جو پہلے انبیاء علیہم السلام کو ایسا کہتے رہے کیا وہ شخص مفتری ہو سکتا ہے۔ جو باوجود بار بار نبی کہا جانے کے ان الہامات کی تاویل کرے جو اسپر اسکے اپنے ایمان و ایقان کے مطابق خداوند سموات والارض کی طرف سے نازل ہوئے۔

آہ ان بدباطنوں کے دل کیسے سیاہ ہیں جو اس مقدس انسان کی نسبت کہتے ہیں۔ کہ اس نے گوڑ متا یکانا شروع کر دیا اور مریدوں کی کثرت رائے بجانب کرانی نبوت کا ریزولیوشن پاس کر دیا۔ میں نے ایک عیسائی کی کتاب پڑھی جس نے لکھا ہے کہ خود قرآنی وحی سے ثابت ہے کہ پہلے پہلے سیدنا محمد (مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام) صرف ایک توحید کے واعظ کے رنگ میں ظاہر ہوئے پھر نذیر کا خطاب اختیار کیا پھر نبی و رسول کا پھر خاتم النبیین کا۔ پھر مدینہ میں جا کر یہاں تک نوبت پہنچی کہ اللہ و رسولہ ہونے لگا۔ گویا ایک ہی ذات ہے و غیر ذالک ٹھیک اسی طرح اس کے قدم بقدم چلکر آج کہا جاتا ہے۔ کہ "مرزا صاحب" نے کیا۔ تشابہت قلوبہم۔ نہیں سوچتے کہ نبوت کا نام تو اختیار کیا جا سکتا ہے۔ کیا نبوت کا کام اور الٰہی تائید و نصرت اور مقصد میں کامیابی بھی اپنے اختیار میں ہے۔ مسٹر نواب الدین لکھتے ہیں۔ کہ حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۶۷ پر یہ عبارت درج ہے۔

> عوام اپنی نادانی سے نبی کی جو حقیقت بتاتے ہیں اسکے لحاظ سے حضرت مسیح موعود پر نبی کا لفظ مجازاً استعمال ہوتا ہے۔ مگر اسکے معنے صرف یہ ہونگے۔ کہ آپ عوام کی اصطلاح کے رو سے نبی نہ تھے یعنی شریعت جدیدہ نہ لائے تھے۔

اور دوسرا قول الفضل صفحہ ۱۲ پر ہے۔

> حضرت مسیح موعود نے حقیقی نبی کے خود یہ معنے فرمائے ہیں کہ جو نبی شریعت لائے پس ان معنوں کے لحاظ سے ہم ان کو ہرگز حقیقی نبی نہیں مانتے۔"

دونوں عبارتوں میں تضاد ہے پہلے جس بات کو عوام کی اصطلاح عوام کی نادانی قرار دیا ہے۔ اسکو مسیح موعود کا قول بتایا ہے گویا عامی اور نادان مسیح موعود ہوئے۔ حضرت علامہ نورالدین ہمارے خلیفہ اول رض فرمایا کرتے تھے کہ غذا طیب نہ ہو تو الٰہیات کی سمجھ نہیں آسکتی یہی وجہ ہے کہ مردار خوار قومیں شرک میں مبتلا ہیں۔ اور توحید سے نفور۔ میں سمجھتا ہوں جھگڑے کی عفونت کسی نہ کسی طور سے دماغ پر ضرور اثر انداز ہوتی ہے۔ اور الٰہیات کی بات کو پورے طور پر سمجھنے نہیں دیتی۔ جو دو حوالے دئے ہیں۔ ان کو غور سے دیکھئے۔ پہلے حوالہ میں صرف **نبی** کا لفظ ہے اور دوسرے میں **حقیقی نبی** کا۔ عوام کی اصطلاح تو یہ ہے کہ نبی ہوتا ہی وہی ہے جو شریعت جدیدہ لائے۔ مگر حضرت مسیح موعود کیطرف دوسرے حوالہ میں جو بات منسوب ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ شریعت جدیدہ لانیوالے کو حقیقی نبی فرماتے ہیں۔ حضور نے یہ سمجھانے کیلئے ایک نبی وہ ہوتا ہے جو شریعت جدیدہ لائے ایک وہ جو پہلے نبی کی شریعت پر عامل ہوتا ہے۔ مگر براہ راست ہوتا ہے اصطلاحی الفاظ تجویز فرمائے پہلے کو حقیقی نبی فرمایا دوسرے کو مستقل نبی۔ پس نہ تو ان عبارتوں میں تضاد ہے اور نہ حضرت خلیفۃ المسیح نے عوام کی نادانی والی اصطلاح اور حضرت مسیح موعود کی اصطلاح کو ایک قرار دیا۔

دوسرا اعتراض مسٹر نواب الدین نے کیا ہے کہ حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۴۶ پر لکھا ہے۔

> آنحضرت صلعم کی بعد بعثت انبیاء کو بالکل مسدود قرار دینے کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرت صلعم نے دنیا کو فیض نبوت سے روک دیا اور آپکی بعثت کے بعد اللہ نے اس انعام کو بند کر دیا۔ اب تو کا اس عقیدہ سے آنحضرت رحمۃ للعالمین ثابت ہوتے ہیں یا اسکے خلاف۔

اور تریاق القلوب صفحہ ۱۵۶ پر یہ لکھا ہے۔

> سو ضرور ہوا کہ وہ شخص کہ جس پر کمال و تمام دور حقیقت آدمیہ ختم ہو وہ خاتم الاولاد ہو یعنی اسکی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے پیدا نہ ہو۔

اب بتاؤ کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی نہ ہونے سے رحمۃ للعالمین دنیا کے لئے عذاب ٹھہرتے ہیں۔ تو مسیح موعود کیا ٹھہرے۔ جن کے بعد کوئی کامل انسان پیدا نہیں ہو گا۔

یہاں بھی آپ نے غور و فکر سے کام نہیں لیا۔ آپ ہی تریاق القلوب کا حاشیہ پڑھ لیتے جہاں سے یہ عبارت نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"وہ خاتم اولاد ہے یا دی... کہ ... اس کے بعد کوئی انسانی کامل فرزند پیدا نہیں کریگی۔ بانتشاء ان فرزندوں کے جو اس کی حیات میں ہوں"

دیکھئے یہاں ہونیوالے کامل انسانوں کی خبر بھی دیدی، اور ان برگشتہ قسمتوں کو بھی بتا دیا ہے۔ کہ میرے بعد حق وحقیقت کی راہ میرے فرزندوں کے قدموں سے وابستہ ہوگی۔ کیونکہ بجز ان کے کوئی کامل انسان نہیں ہو گا۔

اس کے علاوہ اپنے بعد کا مطلب بھی بتا دیا:۔

"مسیح موعود کا زمانہ اس حد تک ہے۔ جس حد تک اس کے دیکھنے والے یا دیکھنے والوں کے دیکھنے والے اور یا پھر دیکھنے والوں کے دیکھنے والے دنیا میں پائے جائینگے۔ اور اس کی تعلیم پر قائم رہینگے"

پس حضرت خلیفۃ المسیح نے جو بات فرمائی ہے۔ وہ اور ہے۔ آپ نے تو یہ ارشاد کیا ہے کہ وجود رسالتمآب کو اس بات کا موجب ٹھہرانا کہ نبوت بند ہوگئی۔ انکو بجائے رحمت کے نعوذ باللہ منہ زحمت قرار دینا ہے۔ اور مسیح موعود کے بعد کسی کامل انسان کا نہ ہونا اور بات ہے کیونکہ اس کی وجہ آپ کا وجود نہیں۔ بلکہ جیسا کہ حضور نے خود لکھا ہے:۔

"بعد میں اس گھڑی اور ساعت الفناء کا انتظار ہے جس کا علم بجز خدا تعالیٰ کے فرشتوں کو بھی نہیں" (تریاق صفحہ ۱۵۶)

میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ مسٹر نواب الدین جرمی آب و ہوا سے باہر نکلکر سلسلہ عالیہ کے خلاف خامہ فرسائی کیا کرینگے۔

(اکمل۔ قادیان)

حیات فردیہ و حیات اجتماعیہ کے مابین امتیاز

(نمبر ۳)

(از جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب)

یاد رہے کہ حیات فردیہ اور حیات اجتماعیہ میں ما بہ الامتیاز یہ ہے۔ (۱) حیات فردیہ کا دائرہ حرکت بہت تنگ ہے۔ اس کا تعلق صرف مادی حیات یعنی کھانے پینے اور شہوت پرستی اور اپنے بدن کے محفوظ رکھنے کے ساتھ ہے۔ اس کے ورے اس کا کوئی مدعا اور مقصد نہیں ہوتا۔ لیکن حیات اجتماعیہ کا دائرہ بہت ہی وسیع ہے۔ اس کا تعلق نہ صرف افراد کی مادی حیات کے ساتھ ہی ہے۔ بلکہ اخلاقی حیات کے ساتھ بھی ہے۔ کیونکہ دائرہ اجتماع میں انسان کو ایثار نفس قناعت و صبر۔ شفقت و مرحمت۔ سخاوت اور داد گستری جیسے اخلاق کے ظاہر کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اگر وہ تن تنہا کسی پہاڑ کی کھوہ میں ہے۔ تو وہاں اسکو نہ اس قسم کے اخلاق کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اور نہ اسے ان کے ظاہر کرنے کا کوئی موقعہ ملتا ہے۔

(۲) حیات فردیہ اور حیات اجتماعیہ کے درمیان مابہ الامتیاز یہ ہے کہ حیات فردیہ زمانے کے لحاظ سے خود ایک فرد کی زندگی یا زیادہ سے زیادہ اس کی اولاد ہی کی زندگی تک محدود ہے۔ لیکن حیات اجتماعیہ کا زمانہ اگر لامحدود نہیں تو محدود بھی نہیں ہو سکتا۔ جانتے ہو کہ ہماری موجودہ اجتماعی زندگی آج کل کی پیدائش نہیں۔ بلکہ اسکو اس خاص موجودہ ہیئت و صورت میں ظاہر کرنے کے لئے نہ صرف دس بارہ صدیوں کی مجتمع زندگیوں کے مؤثرات نے کام کیا ہے۔ بلکہ اس کے بنانے میں ان ساری اجتماعی زندگیوں نے حصہ لیا ہے۔ جو انسانی پیدائش کے وقت سے اب تک مختلف شکلوں میں ظہور پذیر ہوتی رہی ہیں۔ اجتماع بشری کی مثال اسی موج کی طرح سمجھئے۔ جو جوں جوں آگے کو بڑھتی جاتی ہے۔ بڑی اور بڑی لہر کی شکل اختیار کرتی جاتی ہے۔ یا اسکو ایسی زنجیر تصور کیجئے۔ جس کا ہر ایک حلقہ اپنے سے پہلے حلقے سے کشادہ ہے۔ اور وہ آپس میں ایسے ملے ہوئے ہیں۔ کہ ایک میں حرکت پیدا کرنے سے سب میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ آج جس وسعت پر اجتماع بشری ہے اور جو روابط سارے عالم کے افراد میں پیدا ہو گئے ہیں وہ ایک سو سال پہلے نہ تھے ... ... بعد اسطرح رہینگے کیا آپ نے اس لڑائی کے اثنا میں دیکھا نہیں کہ مغرب میں اجتماع بشری کو صدمہ پہنچا ہے اور مشرق میں اجتماع بشری درد کے مارے چلا اٹھتا ہے۔ اور نہ معلوم کہ یہ وسعت اجتماعیہ آئندہ کیا شکل اختیار کریگی۔

یہی نہیں کہ آج ہم مر جائینگے اور ہمارے مرجانے کے ساتھ یہ ہماری اجتماعی زندگی ختم ہو جائیگی نہیں بلکہ کل کو ہم جیسے ہماری اولادوں اور جانشینوں میں یہ زندگی ایک بڑے دائرے میں ظاہر ہوگی۔ اور جب وہ مر جائینگے۔ تو ان جیسے اوروں میں یہ زندگی کچھ تغیر و تبدل کے ساتھ زیادہ بڑے دائرے میں نمودار ہوگی۔ وعلیٰ ہٰذا القیاس۔ اور نہیں کہہ سکتے کہ یہ کب اور کہاں ختم ہوگی۔ کیونکہ یہ زندگی زید بکر اور عمر جیسے افراد کا نام نہیں۔ بلکہ اس زندگی کا نام ہے۔ جو حضرت آدم سے لیکر اب تک مجموعی طور پر افراد میں ظاہر ہوئی۔ اور آئندہ ظاہر ہوتی رہیگی۔ اسلئے اس کا زمانہ فردی زندگی کی طرح محدود نہیں۔

(۳) ان دونو زندگیوں میں تیسرا مابہ الامتیاز یہ ہے کہ اجتماعی زندگی کے بگڑنے یا محو ہو جانے سے ضرور بالضرور فردی زندگی بگڑ جاتی یا محو ہو جاتی ہے لیکن ایک فرد کی زندگی کے ضائع ہو جانے سے یہ ضروری نہیں کہ حیات اجتماعیہ بھی ضائع ہو جائے۔ بلکہ وہ ویسی کی ویسی قائم رہتی ہے۔ جس طرح کہ کل کے نابود ہو جانے سے اس کے اجزا بھی نابود ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایک جزو کے ضائع ہو جانے سے لازمی نہیں ہوتا کہ کل بھی ضائع ہو جائے۔ میں نے بائیسکل کی دونو حرکتوں کی مثال دیکر واضح کیا تھا کہ اس کی حرکت طولانی کے جاری رہنے کے ساتھ مرکزی حرکت بھی جاری رہتی ہے۔ لیکن مرکزی حرکت کے قائم رہنے سے یہ ضروری نہیں کہ طولانی حرکت

قائم ہے۔ بالکل یہی نسبت حیات اجتماعیہ اور حیات فردیہ کے مابین ہے۔

(۴) ان دونو زندگیوں کے مابین ایک چوتھا بھی مابہ الامتیاز ہے۔ اور وہ اقتصادی نقطہ نظر کے اعتبار سے ہے۔ اقتصاد یہ ہے کہ کم سے کم قوت کو خرچ کر کے زیادہ کر [illegible] ہماری ضرب المثل اسکو خوب بیان کرتی ہے۔ کم خرچ بالا نشین۔ [illegible] حیات فردیہ کے قائم رکھنے میں [illegible] اقتصادی شرط بالکل ہی غائب ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اسمیں انسان اپنے سارے قویٰ کو محض اسلئے خرچ کر دیتا ہے۔ کہ اس کی فردی حیات قائم رہے۔ حالانکہ اس کے قائم رکھنے کے لئے اتنی بڑی قوتوں کے خرچ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ نہ اتنی مادی یونہی خرچ بھی کرتا ہے۔ لیکن جیسا کہ میں آگے بتلاؤنگا اس کی حیات فردیہ بجائے سنورنے کے بگڑتی ہے۔ بجائے قائم رہنے کے ہلاکت کے خطرے میں جا پڑتی ہے۔ مگر حیات اجتماعیہ میں مذکورہ بالا اقتصادی اصل الاصول کما حقہٗ ظاہر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جونہی حیات اجتماعیہ کی حرکت بائیسکل کی طرح شروع ہو جاتی ہے۔ ضروری ہے کہ اس اجتماع میں فردی حیات کی حرکت کا مرکز اپنی اپنی جا پر غیر محسوس قوت کے خرچ کرنے کے ساتھ صحیح و سالم رہے۔ اور جب تک وہ اجتماع ہے۔ اور جس صورت میں وہ حرکت کر رہا ہے۔ ضرور ہے کہ تب تک اور کم و بیش اسی صورت میں فردی حیات بھی حرکت کرتی رہے لیکن اگر حیات اجتماعیہ کی ضروریات کو نظر انداز کر کے انسان اپنی ساری قوت و ہمت کو اپنی حیات فردیہ کے قائم رکھنے میں صرف کر دے۔ تو اس کا آخر الامر یہ نتیجہ ہو گا۔ کہ اس کی قوت حد سے زیادہ خرچ ہو کر حیات فردیہ کو بجائے قائم رکھنے کے خطرے کا نشانہ بنا دے گی اور ایک نہ ایک دن ضرور وہ انسان بائیسکل کی طرح اپنے مرکز سے نکل کر ڈگمگاتا ہوا گر جائیگا جیسا کہ ہم اسی قسم کے ہولناک نظارے لڑائی کے اثناء میں ملک شام میں دیکھے۔

غرض یہ موٹے موٹے چار فرق ہیں جو حیات اجتماعیہ اور حیات فردیہ کے درمیان پائے جاتے ہیں۔ اور جن کا ذکر کرنا میں یہاں مناسب سمجھتا ہوں۔ ایک کا دائرہ حرکت کیا بلحاظ تاثیر۔ کیا بلحاظ زمانے کے بہت وسیع ہے اور دوسرے کا دائرہ حرکت بہت ہی محدود ہے ایک اخلاق کو نا پدید حالت سے نمایاں کرتی ہے۔ اور دوسری انہیں خرد و برد کر دیتی ہے۔ ایک انسانی قویٰ کو کما حقہٗ وسیع پیمانے پر خرچ کر کے وسیع نتائج پیدا کرتی [illegible] انہیں ایک محدود غرض کے لئے افراط و تفریط سے کام لیکر تباہ کن نتیجہ پیدا کرتی ہے۔

انہیں سے ایک تو دوسرے کے لئے بطور ضروری ضامن اور متکفل اور محافظ کے ہے۔ لیکن دوسری لازمی طور پر دوسری کے لئے محافظ اور ضامن نہیں۔ بلکہ اغلب حالات میں وہ دوسری کے لئے خطرناک ہو جاتی ہے نہ صرف اس لحاظ سے کہ وہ اپنی ان قوتوں کو جو اجتماعی حیات کے قائم کرنے اور ان کے پھیلانے کے لئے مقصود تھی اپنے آپ کو ضرورت سے زیادہ قائم کرنے میں صرف کر دیتی ہے بلکہ اس لحاظ سے بھی کہ وہ اجتماع میں ایک برا نمونہ دکھلا کر اپنی بد تاثیر کو دوسرے افراد تک بھی پہنچاتی ہے۔

لیکن بایں ہمہ حیات فردیہ اپنی ذات میں نہایت ہی ضروری اور اہم شے ہے۔ کیونکہ وہ حیات اجتماعیہ کیلئے اصل سرچشمہ ہے۔ اسی سے حیات اجتماعیہ بنتی ہے۔ اور اسی کے ذریعہ سے اس کا ارتقا جاری رہتا ہے۔ اگر افراد نہ ہوں تو ان کا اجتماع کبھی بھی وجود میں نہ آئے۔ اور نہ کچھ ترقی کر سکے اسلئے مذکورہ بالا فرقوں کے بیان کرنے سے یہ نہ سمجھ لیا جائے۔ کہ میں نے اس کی اپنی اہمیت کو کم کرنا چاہا ہے۔ نہیں۔ بلکہ اس کا وجود تو باعتبار اسکے کہ وہ حیات اجتماعیہ کیلئے بطور مبداء کے ہے۔ حیات اجتماعیہ سے کہیں بڑھ کر ضروری و لازمی ہے۔ لیکن چونکہ انسان و حیوان کے درمیان اللہ تعالیٰ نے صرف اور صرف حیات اجتماعیہ کو ہی مابہ الامتیاز بنایا ہے۔ یعنی حیات فردیہ کے لحاظ سے انسان و حیوان دونوں ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں۔ جو قوائے شہوت فردی حیات کے قائم کرنے کیلئے از بس ضروری ہیں۔ وہ حیوان و انسان ہر دو میں پائے جاتے ہیں مگر حیات اجتماعیہ کے سبب انکے درمیان زمین و آسمان کا بعد و فرق ہو جاتا ہے۔ اور یہ عظیم الشان بعد و فرق بنی نوع انسان کو کبھی بھی میسر نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر وہ اپنی حیات اجتماعیہ کی ضروریات کو حیات فردیہ کی ضروریات پر مقدم نہ کرتے۔ انسان و حیوان کے درمیان یہ امتیاز کبھی قائم نہیں رہ سکتا۔ اگر انسان حیات فردیہ کو قائم رکھنے میں حیات اجتماعیہ کو نظر انداز کر دے۔ چونکہ انسان کو حیوانیت سے نکالکر اسکو نہایت لمبے اور وسیع جادۂ ترقی پر چلانے والا محرک اس کی حیات اجتماعیہ ہے اور وہ ایسی حیات ہے۔ کہ جب [illegible] مقدم کرتا ہے تو اس کا ضروری نتیجہ انسانی حیات فردیہ کا قائم رہنا ہے اور وہ ایسی حیات ہے کہ الٰہی شان یعنی اخلاق حسنہ اور صفات حمیدہ جو انسان کی فطرت میں مرکوز ہیں وہ سب کے سب اسی کے طفیل ظہور پذیر اور جلوہ گر ہوتے ہیں اگر حیات اجتماعیہ نہ ہوتی۔ تو شان الٰہی انسان میں کسی ایسی مخفی رہتی جیسی کہ ایک دوسرے حیوان میں۔ اسلئے وہ حیات اپنی ذات کے اندر عظیم الشان ہے۔ اور حیات فردیہ بلحاظ حیات فردیہ ہونے کے اپنی ذات میں ویسی ہی اہمیت رکھتی ہے۔ جیسے کہ ایک حیوان فردی حیات۔ اور اسے جو کچھ کہ اہمیت ہے۔ وہ صرف اسلئے ہے۔ کہ وہ حیات اجتماعیہ کے لئے ایک مبداء و مصدر کا کام دیتی ہے۔ اگر وہ حیات اجتماعیہ کے لئے سرچشمہ نہ ہوتی۔ تو پھر وہ باقی حیوانات کی زندگیوں کی طرح ایک معمولی زندگی ہے۔ اور اس سے طبعاً یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ حیات فردیہ کی قدر و قیمت اسی قدر زیادہ ہو گی۔ جس قدر کہ زیادہ وہ حیات اجتماعیہ کے لئے منبع فیض بنیگی۔ اور جس قدر کہ زیادہ نشو و نما اور وسعت و ارتقا کسی اجتماع میں ہو گا۔ تو اس کے یہ معنے ہونگے۔ کہ حیات فردیہ اس اجتماع میں قیمت دار ہے۔

اسلئے میرے بیان کردہ فرقوں سے کسی کو یہ وہم نہ ہو کہ میں نے اسے ایک معمولی چیز قرار دیا ہے۔ جس ترقی کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو اہل و لائق بنایا ہے وہ ترقی اسی طرح پوری ہو سکتی ہے۔ کہ اس کا ابتداء حیات فردیہ سے شروع ہو کر حیات اجتماعیہ کی شکل اختیار کرے اور پھر وہ حیات فردیہ ایک اور عظیم الشان حیات میں منتقل ہونے کے قابل ہو جائے۔

سالانہ جلسہ کے متعلق ضروری تجاویز

ایّھا الاحباب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
صدر انجمن احمدیہ نے جلسہ سالانہ ۱۹۲۱ء کے کام کے لئے ابھی سے تیاری کا حکم دیا ہے۔ اسلئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اشیاء کی فراہمی کے علاوہ جلسہ سالانہ کے متعلق تمام کوائف بھی معلوم کروں۔ میں اس نوٹ کے ذریعہ تمام احباب کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ وہ مندرجہ ذیل امور کے متعلق فی الفور بالتفصیل مجھے اطلاع دیں۔

(۱) آپ کے خیال میں جلسہ سالانہ پر آنے والوں کو انتظامی نقص کی وجہ سے کیا کیا تکالیف پہنچا کرتی ہیں؟ اور ان کا کیا سدِّباب کرنا چاہیئے۔

(۲) جلسہ کے اخراجات میں کن اخراجات کی تخفیف ہو سکتی ہے۔ اور وہ کیا تخفیف ہے۔

(۳) جلسہ کے لئے وہ کونسے اخراجات ضروری ہیں۔ جو کرنے چاہیں۔ مگر انہیں کوتاہی ہوتی ہے۔

(۴) جلسہ گاہ اور پروگرام کے متعلق کیا کیا تجاویز جناب کے خیال میں ہیں؟

(۵) اگر بجائے اس کے کہ دو جگہ مہمانوں کے ٹھہرنے کا انتظام ہو۔ ایک دارالعلوم میں اور دوسرے شہر میں بلکہ صرف ایک جگہ یعنی دارالعلوم میں پورا انتظام ہو۔ تو کیا نقائص ہیں؟ شہر میں صرف عورتیں ٹھہریں۔ جیسا کہ وہ ہمیشہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دار اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے مکان پر ٹھہرا کرتی ہیں ان کے لئے باہر سے ہی کھانا آجایا کرے۔

(۶) گذشتہ جلسہ پر ساڑھے پندرہ ہزار روپیہ خرچ ہوا ہے۔ جو واقعہ میں بہت زیادہ ہے۔ اگر اس دفعہ یہ کیا جائے کہ جلسہ کی طرف سے صرف دال روٹی اور سالن روٹی حسب دستور سابق مہیا کئے جاویں۔ باقی چائے۔ ناشتہ۔ باریک چاول۔ کھچڑی یا اور عمدہ عمدہ اشیاء نہ پکائی جاویں۔ تو کیا حرج ہے۔ ہاں ان اشیاء کا انتظام بذریعہ دکانوں کے کیا جائے کہ وہ اپنے نفع اور احمدی احباب کے آرام کے لئے ہر قسم کے کھانے تیار رکھیں۔ جن صاحب کو جلیے کی ضرورت ہو۔ وہاں سے خرید سکتے ہیں۔ ایسی اشیاء کے لنگر خانہ میں پکنے کا ایک بُرا نتیجہ یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض احباب کو شکایت ہوتی ہے۔ کہ فلاں صاحب کو یہ چیز دیگئی۔ اور ہمارے لئے مہیا نہ کی گئی۔ مثلاً چائے ایسی چیز ہے۔ کہ ماہ دسمبر میں عادی اور غیر عادی دونو کو درکار ہوتی ہے۔ اسلئے اگر چائے تیار کی جائے۔ تو دیگوں کی دیگیں ختم ہو جاویں۔ مگر حاجتمند پھر بھی باقی رہینگے۔ چنانچہ پچھلے جلسہ پر صرف چائے کے لئے چینی ۴ من پختہ خرچ ہوئی۔ اور دودھ دوسو روپیہ کا اسلئے اس دفعہ سالن روٹی کا انتظام کیا جاوے گا باقی چائے وغیرہ کے لئے دکانیں ہوں گی۔ ان سے احباب بخوشی خرید سکتے ہیں۔ اور اگر مثلاً کوئی غیر احمدی معزز مہمان آجاویں۔ اور ان سے یہ کہنا مناسب نہ ہو۔ کہ وہ خود ایسی چیزیں خریدیں۔ تو ان کے لئے لنگر خانہ دکانوں سے خرید کر سکتا ہے۔ غرض خود تیار کرانے میں جو عمومیت ہو جاتی ہے۔ وہ دونوں کی صورت میں نہ ہوگی۔ احباب مطلع فرماویں کہ یہ تجویز عملاً چل سکتی ہے یا نہیں۔

غرض جلسہ سالانہ کے متعلق ہر قسم کی تجویزوں سے آگاہ فرماویں۔ اور بہت جلدی مطلع فرماویں۔ میں جواب کا منتظر ہوں۔ یہ قومی کام ہے۔ اور آپ ہی کے آرام کے لئے ہے۔ اُمید ہے کہ بجائے جلسہ کے بعد کسی شکایت کے اظہار کے تمام احباب تمام تکالیف و تجاویز کا اسوقت اظہار فرمادینگے۔ تمام جماعتوں کے سکرٹریوں یا امیروں کو چاہیئے۔ کہ وہ میرا یہ مضمون اپنی جماعتوں کو سنا کر ان سے رائے دریافت کر کے جواب تحریر فرماویں اور توقف نہ فرماویں۔ والسلام

سید محمد اسحٰق
افسر جلسہ سالانہ۔ قادیان دارالامان

42

ہندوستان کی خبریں

پریس ایکٹ کمیٹی کی متفقہ رپورٹ ۲۰ جولائی کو پریس ایکٹ کمیٹی کی رپورٹ شائع ہوئی۔ رپورٹ متفقہ ہے مختصر طور پر رپورٹ کا مطلب یہ ہے۔ (۱) پریس ایکٹ منسوخ ہونا چاہیے۔ (۲) اخبارات کے اشتعال دلانیوالے مضامین کے متعلق جو قانون ہے وہ بھی منسوخ کیا جائے (۳) قانون پریس اور رجسٹریشن کتب قانون پوسٹ آفس قانون سمندری محصول میں حسب ضرورت تبدیلی کی جائے (۴) جس شخص کا نام اخبارات وکتب کی رجسٹری کے قانون کے ماتحت رجسٹرڈ ہو وہ بالغ ہونا چاہیے (۵) تمام اخبارات کے سرورق پر ذمہ دار ایڈیٹر کا نام چھپنا چاہیئے۔ اور ایڈیٹر اخبارات کے مضامین کیلئے ویسا ہی دیوانی اور فوجداری طور پر ذمہ دار ہوگا جیسا کہ پرنٹر اور پبلشر (۶) پریس ایکٹ کے دفعات ۱۳ سے ۱۵ میں جو اختیارات دیئے گئے ہیں وہ بحال رہیں (۷) افسران محصول اور ڈاکخانہ ان کتب کو ضبط کر سکتے ہیں۔ جو زیر دفعہ ۱۲۴ الف قابل مواخذہ ہوں کتب کا مالک عدالت میں اس حکم کے خلاف اپیل کر سکتا ہے (۸) پریس اور رجسٹری کتب ایکٹ کے دفعات ۱۲۔۱۳۔۱۴۔۱۵ میں سزا تخفیف کر کے ۶ ماہ کر دیجائے۔

پریس ایکٹ کمیٹی رپورٹ پر پاؤنیر کی رائے الہ آباد ۲۰ جولائی۔ اخبار پاؤنیر نے پریس ایکٹ کی سفارشوں سے اتفاق رائے کرتے ہوئے اس تجویز پر اعتراض کیا ہے کہ ایڈیٹر کا نام اخبار پر لازمی طور سے ہوا کرے +

بمبئی میں غیر ملکی کپڑے کی تلفی بمبئی ۱۹ جولائی پراونشل کانگریس کمیٹی بمبئی نے ہر ایک گھر سے غیر ملکی کپڑے جمع کرنیکا انتظام کیا ہے۔ یہ کپڑے یکم اگست کو یا تو ڈھیر لگا کے جلا دیئے جائیں گے یا اگر کپڑے کے مالکوں کی خواہش ہو تو سمرنا کے مصیبت زدگان کو بھیجدئے جائینگے۔

مسٹر تصدق احمد شروانی قید میں علیگڈھ ۱۹ جولائی۔ مسٹر تصدق احمد شروانی بیرسٹر کو زیر دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند ایک سال قید بامشقت کی سزا دیگئی ہے۔

صوبجات متحدہ کا آئندہ گورنر بنارس۔ لکھنؤ میں یہ افواہ بہت گرم ہے۔ کہ سر ہار کورٹ بٹلر بمبئی جائینگے۔ اور ان کی جگہ سر ولیم میرس صوبجات متحدہ میں آئینگے۔

صوبہ بہار میں انتظامی اور عدالتی اختیارات کی علیحدگی پٹنہ رائے بہادر دوارکا ناتھ کی تحریک پر قانونی کونسل میں ایک ریزولیوشن اس مطلب کا پاس ہوا۔ کہ انتظامی اور عدالتی اختیارات کو علیحدہ کر دیا جائے اور اسکو عملی صورت دینے والی سکیم مرتب کرنے کے لیئے ایک کمیٹی مقرر کیجائے۔

سرحد پر نئیں بم کا رواج:۔ ایک سرکاری اعلان بتاتا ہے۔ کہ ۱۳ جولائی کو ۱۱ بجے رات کے گانا بیچ کی پکٹ پر جو کوٹکائی کے دو میل شمال میں واقع ہے۔ غنیم کی ایک جماعت عظیم نے حملہ کیا۔ غنیم نے بم پھینکے۔ ایک بم پکٹ کے اندر آ کر پڑا۔ ایک نان کمشنڈ افسر نے قبل اس کے کہ وہ پھٹے۔ اسے اٹھا کر باہر پھینکدیا۔ اس کے بعد غنیم نے پکٹ پر ایک زبردست آتشباری کی۔ مگر گولیوں اور بموں سے انہیں دھکیل دیا گیا۔ ایک گھنٹہ بعد وہ پھر پلٹ آئے۔

مسٹر تلک کا بت۔ بمبئی۔ ۱۹ جولائی۔ سردار گرہ ہوٹل جہاں مسٹر تلک کا انتقال ہوا تھا۔ اس کے منتظموں نے انکا ایک بت طیار کیا ہے۔ جو بعینہ اسی حالت میں ہے جس میں انکا انتقال ہوا تھا۔

مسٹر یعقوب حسن کی رہائی:۔ ۱۷ جولائی کی شام کو مسٹر یعقوب حسن کو کنور (ملابار) جیل سے رہا کر دیا گیا۔ گورنمنٹ مدراس کا ان کی رہائی کے متعلق ایک اعلان مظہر ہے کہ انکو ہمیشہ اجازت تھی۔ کہ وہ جب چاہیں اقرار نامہ پر دستخط کر کے رہائی حاصل کر لیں۔ اب تک مسٹر یعقوب حسن نے ایسا کرنے سے انکار کیا تھا۔ اب جبکہ جیلخانہ کے قریب ہیضہ پھوٹ پڑا ہے۔ اور مسٹر یعقوب حسن کی صحت خراب ہے۔ انہوں نے تحریری وعدہ کر لیا ہے کہ رہا کئے جا کر وہ ضلع مالابار میں نہیں جائینگے۔ چنانچہ زیر دفعہ ۴۰۱ ضابطہ فوجداری گورنمنٹ نے مسٹر یعقوب حسن کو رہا کر دیا ہے۔

ہندوستانی مسافروں کو جبراً گاڑی سے نکالنے کا مقدمہ ۱۷ انمبر لینسر سیالکوٹ کے میجر ینگ کے خلاف زیر دفعہ ۱۳۰ قانون ریلوے اس الزام میں جو مقدمہ مسٹر ناکسن ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی عدالت میں چل رہا تھا کہ اس نے چار ہندوستانی مسافروں کو درجہ دوم کے ریلوے خانہ سے جبراً باہر نکالدیا۔ اس کا فیصلہ سنا دیا گیا ہے۔ میجر ینگ کو ۵۰ روپے جرمانے کی برائے نام سزا دیکر چھوڑ دیا گیا ہے۔

دیوبندی رسالہ کی ضبطی:۔ اردو رسالہ موسومہ ترک موالات یا اسکا ترجمہ مصنفہ مولوی بشیر احمد عثمانی۔ شائع کردہ حبیب الرحمن اسسٹنٹ منیجر مدرسہ دیوبند مطبوعہ قاسمی پریس دیوبند سرکاری طور پر ضبط کر لیا گیا ہے۔

ڈیرہ دون سے مسوری تک ٹرامیوے ڈیرہ دون سے مسوری تک ٹرامیوے تعمیر کئے جانیکی منظوری مل گئی ہے۔

خلافت کمیٹی گجرات میں غبن:۔ امرتسر کیطرح گجرات میں بھی خلافت فنڈ کے متعلق بدعنوانی کی شکایت پیدا ہوئی ہے خلافت کمیٹی گجرات نے ایک جلسہ میں ملوث اشخاص کے خلاف مقدمہ چلانے کی تجویز منظور کی ہے۔ انپر عنقریب مقدمہ چلایا جائیگا۔

امتحان کیلئے عمر کی قید نہیں ہے:۔ قانونی کونسل صوبجات متحدہ کے پاس شدہ ایک ریزولیوشن کے ماتحت نیز اسکول لیونگ کلاس بورڈ کی رائے سے گورنمنٹ صوبجات متحدہ نے اسکول لیونگ کلاس کے امتحان کیلئے کم سے کم عمر کی قید اٹھا دی ہے۔

ہندوستان کے انگریز اور غیر ملکی مال کا مقاطعہ بمبئی ۱۶ جولائی۔ مسٹر گاندھی نے "ینگ انڈیا" میں ایک کھلی چٹھی ہندوستان کے تمام انگریزوں کے نام شائع کی ہے جسمیں درخواست کی ہے کہ وہ بھی برٹش مال کے مقاطعہ و انسداد شراب نوشی کی تحریک میں مدد دیں۔

آتشزدگی کے متعلق گورنمنٹ کو چیلنج: لکھنؤ ۱۸ جولائی۔ پریذیڈنٹ کماؤں پریشد نے چیلنج دیا ہے کہ گورنمنٹ صوبجات متحدہ انہیں اس بات کو صحیح ثابت کرے جو اس نے کماؤں کے جنگلوں میں آتشزدگی

ممالک غیر کی خبریں

وزیر اعظم اور ڈی ویلرا کی ملاقات لنڈن ۱۴ر جولائی - سرکاری طور سے اعلان کیا گیا ہے کہ مسٹر لائڈ جارج اور مسٹر ڈی ویلرا نے اکیلے گفتگو کی۔

بلفاسٹ میں فساد لنڈن ۱۵ر جولائی - بلفاسٹ میں دن بھر بدامنی رہی۔ ایک لڑکی ہلاک اور ۱۸ آدمی زخمی ہوئے جنہیں السٹر پارلیمنٹ کے ممبر بھی شامل ہیں۔

سولہ سن فنر قید لنڈن ۱۵ر جولائی - مانچسٹر کی آتشزدگی کے سلسلہ میں ۱۶ سن فین کو ۱۵ سال کی قید تنہائی کی سزا دی گئی ہے۔

انگلستان میں بارش لنڈن ۱۳ر جولائی - سلطنت متحدہ کی طویل خشک سالی آج خدا خدا کر کے ختم ہوئی۔ انگلستان کے مغرب اور جنوب میں آندھیاں آئیں اور خوب مینہ برسا۔ لنڈن میں بھی خفیف سی بارش ہوئی۔

مسز اینی بیسنٹ کا مقدمہ خارج لنڈن ۱۵ر جولائی - مسز اینی بیسنٹ نے "ڈیلی گرافک" کے خلاف جو ۱۰۰۰ پونڈ ہرجانہ کا دعویٰ کیا تھا جس کی کارروائی ۱۲ر جولائی کو ایڈنبرگ میں شروع ہوئی۔ اس کے متعلق جیوری نے بالاتفاق فیصلہ کیا ہے کہ مدعا علیہم کا یہ بیان حق بجانب ہے کہ مدعیہ نے اخبار "نیو انڈیا" میں جو مضامین لکھے تھے، وہ باغیانہ تھے۔ کیونکہ ان سے اضطراب اور بے چینی پیدا ہو گئی۔

مصطفیٰ کمال خود کمان کریں گے لنڈن ۱۷ر جولائی - قسطنطنیہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ مصطفیٰ کمال ترکی فوج کی کمان کرنے کے لئے انگورا سے محاذ کو روانہ ہو گئے ہیں۔

یونانیوں کا ادعائے کامیابی لنڈن ۱۸ر جولائی - ایک یونانی اعلان مجریہ ۱۷ر جولائی میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ ایک جنگ عمومی کے بعد یونانی فوجوں نے ان لائنوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ جو غنیم نے تیار کی تھیں۔ ... یونانی ... تمام مقامات پر ایک زبردست لڑائی میں جو تمام دن جاری رہی، فتحیاب رہے۔ یونان کی حرکت نے ترکوں کو پسپا ہونے پر مجبور کیا۔ اور ان کا سرگرم تعاقب کیا گیا۔ یونانیوں کا دعویٰ ہے کہ ترکوں کا زور ٹوٹ رہا ہے اور کوتاہیا پر ان کا قبضہ ہو جانے کے پورے پورے آثار ہیں۔

یونانیوں کی پیشقدمی لنڈن ۱۵ر جولائی - ایتھنز کا ایک پیغام مظہر ہے کہ یونانی فوجیں سکی شہر اور کوتاہیہ کی جانب بڑھ رہی ہیں۔ اور راستہ میں ان کی کوئی ایسی زبردست مزاحمت نہیں ہوتی۔

مظالم اسمرنا سے یونانیوں کا انکار ایتھنز ۱۵ر جولائی - پارلیمنٹ یونان میں ایم گوناریس وزیر اعظم نے کہا کہ جب تک غیر ترک باشندے ترکوں کے ماتحت ہیں۔ اسوقت تک ٹرکی کے ساتھ صلح ہونا ناممکن ہے۔ اسمرنا میں مظالم بھڑکے ہوئے باشندوں نے کئے تھے جن کو وہاں سے نکل جانے پر مجبور کیا گیا تھا۔ فوج نے ان مظالم کے ارتکاب میں حصہ نہیں لیا۔ بلکہ امن وامان بحال کیا۔

بروصہ کے مشرق میں یونانی حملہ لنڈن ۱۷ر جولائی - قسطنطنیہ کا تار مظہر ہے کہ یونانی فوجیں خطہ پر زور دے کر اسمرنا اور بروصہ کے مشرق میں حملہ کرتی آتی ہیں۔ کمالی فوجیں اعلیٰ افسران کے احکام کے مطابق واپس ہو رہی ہیں۔

یونان کے خلاف ترکوں کو امداد لنڈن ۱۶ر جولائی - ہیلسنگفارس کا پیام مظہر ہے۔ کہ نیم سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ سوویٹ گورنمنٹ نے روس میں عام فوجی اجتماع کا حکم دیا ہے۔ یہ فوجی اجتماع ایستھونیا، لٹویا یا لیتھوئینیا کے خلاف ہے یا یونانیوں کے خلاف ترکوں کی مدد کیواسطے کیا جا رہا ہے۔

تخفیف اسلحہ کی کانفرنس میں جاپان کی مشروط شرکت لنڈن ۱۵ر جولائی - ٹوکیو ٹائمس کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ جاپان کے نیم سرکاری حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ جاپان تخفیف اسلحہ کی کانفرنس میں اس شرط پر شریک ہو گا کہ اس سے اسکے بحری پروگرام میں کوئی فرق نہ آسکے۔

آذربائیجان میں شورش لنڈن ۱۹ر جولائی - آذربائیجان انفارمیشن بیورو لنڈن کا بیان ہے کہ آذربائیجان میں شورش پھیل رہی ہے۔ تحریک کے سرغنہ سلطانوف کا تمام ضلع کاراباغ پر قبضہ ہے۔

آذربائیجان میں ہیضہ آذربائیجان میں ہیضہ کا زور ہے۔ باکو میں روزانہ چار سو اموات ہوتی ہیں۔

بحری فوج کیلئے تیل کے ذرائع لنڈن ۱۹ر جولائی - ٹائمز کا بیان ہے کہ ترکی کے نمائندگان نے مسودہ تیار کیا ہے اور ریزولیوشن پاس کریں گے کہ سلطنت کے تمام ذرائع تیل بحری فوج کیلئے محفوظ کر دیئے جائیں۔

سن فینیوں سے مصالحت لنڈن ۱۹ر جولائی - سن فینیوں اور برطانی فوجی حکام کے درمیان سمجھوتا ہوا ہے۔ جس کی رو سے میلوں اور منڈیوں کی تمام قیود اٹھا دی گئی ہیں۔ سن فین حکام نے شہریوں کو ہدایت کی ہے کہ خندقوں کے پر کرنے راستوں کی رکاوٹوں کو دور کرنے اور پلوں کی مرمت میں موالات کریں۔

امیر فیصل کو عراق عرب کا بادشاہ بنا دیا جائے پاؤنیر کو بغداد سے اطلاع ملی ہے کہ وہاں ایک سرکاری اعلان میں یہ بتایا گیا ہے کہ ۱۱ر جولائی کو وزراء کی کونسل کے اجلاس میں صدر جلسہ نے یہ تجویز پیش کی تھی۔ کہ ہز ہائینس امیر فیصل کو شاہ عراق بنا دیا جائے۔ اس شرط پر کہ ہز ہائینس کی گورنمنٹ ایک باقاعدہ قائم مقام اور جمہوری گورنمنٹ ہو گی۔

امریکہ میں سگرٹ نوشی کے خلاف قانون امریکہ کی اسمبلی میں ایک قانون پیش کیا گیا ہے۔ جس کے رو سے اگر کوئی عورت سگرٹ پیئے۔ تو پہلی دفعہ پانچ پونڈ اور دوسری دفعہ ایک سگرٹ پینے کے ۲۵ پونڈ ادا کرے۔ اگر کسی ایک مقام میں اس قانون کی خلاف ورزی ہو تو سزائے جرمانہ دی جائے گی۔

فرانس کی جرمنی کو زبردست یادداشت - لنڈن ۱۷ر جولائی - فرانس نے جرمنی کو بالائی سیلشیا میں فوج الڈ کر دینے کی دھمکی آمیز یادداشت دی ہے۔

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کیلئے شائع ہوا)